سوموار | 31-مارچ 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029 | CPL 61

جلد 47-82 نمبر 71 | سوموار 21 ذیقعدہ ۔ 1417ھ 31 امان 1376ھش 31 مارچ 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے انسانی پیدائش کی علّت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے

ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اس نے تو اپنا مقصد و مطلوب اور معبود صرف خواہشات نفسانی اور لذائذ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلہ پیدائش کی علّت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نفس مطمئنہ کی یہ نشانی ہے کہ کسی خارجی تحریک کے بدوں ہی وہ ایسی صورت پکڑ جاتا ہے کہ خدا کے بدوں رہ نہیں سکتا اور یہی انسانی ہستی کا مدعا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ فارغ انسان شکار، شطرنج، گنجفہ وغیرہ اشغال اپنے لئے پیدا کر لیتے ہیں، مگر جب مطمئنہ ناجائز اور عارضی اور بسااوقات رنج اور کرب پیدا کرنے والے اشغال سے الگ ہو گیا۔ اب الگ ہو کر منقطع عالم اسے کیوں یاد آوے۔ اس لئے خدا ہی سے محبت ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص 71)

انسان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اللہ کے فضلوں سے محروم ہو جاتا ہے

(حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب۔ امام جماعت احمدیہ الاول)

انسان چونکہ ایک کمزور اور ضعیف ہستی ہے۔ اس لئے ہر آن اور ہر حالت میں اسی ربّ العالمین اور تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص اور بدیوں سے منزہ ذات اللہ تعالیٰ کی استمداد کی ضرورت ہے۔

انسان کا فانی جسم ہر آن تغیرات کے نیچے ہے۔ اور کمزور روح علوم میں اسی فانی اور کمزور جسم کی محتاج ہے۔ کیونکہ وہ اس جسم اور ذرات کے بغیر کوئی راحت یا علم و صداقت حاصل نہیں کر سکتی۔ اور سارے علوم اور صداقتیں زبان۔ کان۔ آنکھ۔ ناک اور ٹٹولنے کی حس کے ذریعہ سے پہنچتی ہیں۔ مگر یہ جسم فانی ہے اور ہر آن تنزل کی حالت پیدا کرتا ہے۔ فضلے پیدا ہو کر جسم سے نکلتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ روح کا ذریعہ فانی اور کمزور ہے۔ پھر کیسے ترقی کرے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو۔ اسی محسن نے کیسی پاک راہ بتائی اور سچے اور حقیقی محسن اللہ کی بتائی ہوئی بتائی کہ اللہ کے فضل اور احسان کے بغیر ایک آن گذارہ نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے ہم اس کی ہی مدد چاہتے ہیں (-)

پھر ایک اور تعلیم دی اور وہ بخشش مانگنے کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ جب انسان کوئی غلطی کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی قانون اور حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں ایک روک ہو جاتی ہے۔ اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لئے محرومی سے بچانے کے لئے یہ تعلیم دی کہ بخشش مانگا کرو۔ یہ تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے۔ بخشش کیا ہے پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً اور نسیان اور خطا سے غرض جو نہ کرنے کا کام آگے کیا۔ اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری نارضامندیوں کو ماعلم ولا اعلم کے نیچے رکھ کر یہ دعا کرے کہ میری غلطیوں کے بدنتائج اور بداثر سے مجھے محفوظ رکھ۔ اور آئندہ کے لئے ان غلط کاریوں سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں بخشش کے مختصر معنے۔

بارہا ہمارے امام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ لوگوں کو بخشش طلب کرنا بتاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ اکثر مجھ سے آکر پوچھتے ہیں کہ بخشش کی کتنی تسبیحیں کریں۔ اور آپ کے یہاں کونسا (-) معمول ہے۔ اس لئے میں نے بتایا ہے کہ سچی بخشش یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو یاد کر کے جناب الٰہی میں یہ طلب کرے کہ ان کمزوریوں کے برے نتائج سے محفوظ رکھ اور آئندہ کے لئے ان کمزوریوں سے محفوظ فرما۔

(از خطبہ 13- ستمبر 1902ء)

○○○

تحریک جدید کیا ہے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا۔

تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے ہمیں روپے کی ضرورت ہے ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔

درخواست دعا

○ محترم سعید احمد خان صاحب (امیر جماعت احمدیہ واہ کینٹ) امریکہ (کیلیفورنیہ) میں بعارضہ قلب بیمار ہیں اور 3- اپریل کو ان کا بائی پاس آپریشن ہو۔ ۔الا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب سیکرٹری ضیافت کراچی بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ ممتاز نقر اللہ صاحبہ کا اپریشن کامیاب ہو گیا ہے اور وہ ہسپتال سے گھر آگئی ہیں۔ صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ فرح ملک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ملک عطاء اللہ خان صاحب ایکسرے سپیشلسٹ (وفات یافتہ) مورخہ 97-3-21 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اگلے روز مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بیت المبارک میں بعد فجر جنازہ پڑھایا۔ بعد ازاں عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم محمد احمد صاحب درویش نے دعا کروائی۔ موصوفہ محترم حکیم دین محمد صاحب کی نواسی اور محترم ڈاکٹر ملک نیاز محمد صاحب کی پوتی تھیں۔ ان دونوں بزرگوں کو حضرت بانی سلسلہ کا رفیق ہونے کا فخر حاصل ہے۔ موصوفہ محترم ملک صلاح الدین صاحب قادیان کی بھتیجی تھیں اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

نکاح و تقریب شادی

○ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب ۔ مورخہ 21- فروری کو بیت المبارک ربوہ میں مکرم محمد سلیمان طارق صاحب مقیم لنڈن کی بیٹی .

عزیزہ جمیلہ اختر صاحبہ کے نکاح اعلان فرمایا۔ یہ نکاح مکرم نسیم احمد صاحب ابن مکرم محمد اختر صاحب دارالنصر شرقی ربوہ کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر قرار پایا تھا۔ تقریب رخصتانہ مورخہ 23- فروری کو مکرم محمد سلیمان طارق صاحب کے مکان واقعہ 14/6 دارالرحمت غربی ربوہ میں منعقد ہوئی جس میں مکرم مولانا منیرالدین احمد صاحب نے دعا کروائی۔ مورخہ 24- فروری کو مکرم محمد اختر صاحب نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

31- امان 1376 ھش 31 - مارچ 1997ء

بے جا محبت ناجائز ہے

جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو لوگ خوش ہوتے ہیں اور وہ روتا چلّاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب انسان اس دنیا سے دوسری دنیا میں جائے تو لوگ روئیں اور وہ ہنستا ہوا جائے۔ جب وہ اس دنیا میں آتا ہے تو اس وقت اس کے رونے کا کوئی فلسفہ بیان نہیں کیا جا سکتا اسے اس دنیا کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ نہ اس دنیا کا جہاں سے وہ آتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی قسمت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے بلکہ اگر بچہ پیدائش کے وقت روئے نہ تو اس کی صحت بلکہ اس کی زندگی کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن اس دنیا سے جانے کے وقت لوگوں کا رونا بھی سمجھ میں آ سکتا ہے اور اس کے لئے ہنستے ہوئے جانا بھی اس کی سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ دنیا سے جائیں تو ان پر کوئی رونے والا ہی نہ ہو لوگ یہ سمجھیں کہ خس کم جہاں پاک اور وہ خود بھی ہنستے ہوئے نہ جائیں بلکہ لوگوں کی جگہ وہ خود رو رہے ہوں۔ ان کے دل میں حسرت ہو کہ وہ کیوں یہاں سے جا رہے ہیں یہ حسرت انہیں جانے سے روک تو نہیں سکتی وہ ضرور جائیں گے لیکن انہیں حسرت اس بات کی ہو گی کہ انہوں نے اتنا مال و دولت اکٹھا کیا اتنے آسائش کے سامان اپنے ارد گرد جمع کر لئے اور اب ان سب چیزوں کو چھوڑ کر وہ جا رہے ہیں۔ وہ اس آرام کی زندگی سے الگ نہیں ہونا چاہتے جس کے لئے انہوں نے عمر بھر تگ و دو کی ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں یہیں رہیں لیکن بہر حال انہیں جانا ہے اور وہ روتے دھوتے جاتے ہیں اور ان کے دل میں ایک حسرت ہوتی ہے کہ وہ کیوں جا رہے ہیں۔

لیکن جیسا کہ ہم نے کہا ہے جو شخص ہنستا ہوا اس دنیا سے جاتا ہے۔ یہ اس کی سعادت ہے۔ یہ نہیں کہ اس نے کوئی تگ و دو نہیں کی اس نے کوئی مال و دولت اکٹھا نہیں کیا۔ یا اس کے پاس آسائش کے سامان نہیں ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ اس نے یہ ساری چیزیں حاصل کرنے کے باوجود اپنی نظر اس بات پر رکھی کہ یہ چیزیں عارضی طور پر اس کے پاس ہیں۔ اب ان کی ضرورت ہے تو وہ انہیں استعمال کرتا ہے اور یہاں سے چلا جائے گا تو یہ سب کچھ بخوشی چھوڑ کر جائے گا۔ لیکن اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں کی اہمیت یا کہئے کہ غیر اہمیت سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ دنیوی آسائشوں سے فائدہ حاصل کرتا رہا ہے تو اسے یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اگلی دنیا میں بھی بہت آسائشیں ہیں۔ اگر اس نے اس دوسری دنیا کی آسائشیں بھی اکٹھی کرنے کا سامان کیا ہوا ہے۔ تو اس کے دل میں کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ پیدا نہیں ہو سکتی ایک ہی قسم کی زندگی سے نکل کر ویسی ہی دوسری زندگی میں جانے والی بات ہے۔ یہاں بھی اسے خدا کا دیا ہوا بہت کچھ تھا۔ اور وہاں بھی اس نے خدا سے بہت کچھ حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کی ہوئی ہے۔ نیک زندگی گزاری ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں کی ہوئی ہیں۔ اس کی ہدایات پر عمل کیا ہوا ہے اور خدا اس کو اس دنیا میں یہ کہہ کر لے جاتا ہے کہ تو مجھ سے راضی اور میں تجھ سے راضی ہوں۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے۔

لیکن اس سعادت کے لئے تیاری کرنی پڑتی ہے۔ جس طرح انسان اس دنیا کا مال و دولت اکٹھا کرتا ہے۔ یہاں کی آسائش کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے سعی کرتا ہے اس طرح دوسری دنیا کی آسائشوں اور دوسری دنیا کے مال و دولت کو بھی اکٹھا کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اگر یہ کوشش نہ کی ہو تو مرنے کے وقت اس دنیا کی چیزیں سامنے ہوتی ہیں اور ان کے چھٹ جانے کا افسوس ہوتا ہے۔ دل میں اس بات کی حسرت ہوتی ہے کہ اتنا کچھ کیا اور اب یہ سب کچھ چھوڑے جا رہا ہوں لیکن اگر ان چیزوں کے چھوڑنے کے وقت اسے ایسی ہی بلکہ ان سے بہت بہتر چیزیں بھی اگلی دنیا میں نظر آئیں اور اگلی دنیا کی چیزیں تو اتنی اچھی ہیں کہ ان کا اس دنیا کی چیزوں سے مقابلہ ہی نہیں تو پھر اس کے دل میں حسرت کیوں پیدا ہو گی۔ وہ یہی سمجھے گا کہ ایک چیز ہاتھ سے رکھ دی ہے اور ویسی ہی بلکہ اس سے بہتر دوسری چیز ہاتھ میں لے لی ہے۔ بعض اوقات انسان اس دنیا میں مال و دولت اکٹھا اس لئے کرتا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو آسان زندگی مہیا کرے۔ بات تو جائز ہے۔ اپنے اہل و عیال کا خیال رکھنا اس کا فرض ہے لیکن اس خیال کو بھی بے جا محبت میں تبدیل کر دیا جائے۔ تو نہ صرف مال و دولت چھوڑنے کا افسوس ہو گا بلکہ اہل و عیال کا بھی۔ انہیں کیوں چھوڑے جا رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرنے والے کا افسوس تو ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ مرا تو نہیں جا سکتا۔ مرنے والے نے اپنے سب اہل و عیال اور اپنے دوستوں کو اسی طرح یہاں چھوڑ جانا ہوتا ہے جس طرح اس نے اپنے مال و دولت کو۔

پس ناجائز محبت مال و دولت سے بھی نہیں ہونی چاہئے اور اہل و عیال سے بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہی ناجائز محبت اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتی ہے۔ اور یہ پردہ اسے ان آسائشوں سے دور رکھتا ہے جو اسے دوسری دنیا میں ملنے والی ہیں یا مل سکتی ہیں اگر اس نے کوشش کی ہوتی تو۔

پس اہل و عیال سے محبت اور مال و دولت سے محبت جائز تو ہے لیکن بے پناہ محبت اور بے جا محبت نہ صرف جائز نہیں بلکہ حسرت پیدا کرنے کا سامان پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ہم اگلی دنیا میں کیسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے یہ بات بالکل درست ثابت ہو گی کہ جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو لوگ ہنستے ہیں اور وہ روتا ہے اور جب اس دنیا سے جاتا ہے تو لوگ روتے ہیں اور اسے ہنسنا چاہئے۔ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آوازیں آنی چاہئیں کہ تو مجھ سے خوش ہے اور میں تجھ سے خوش ہوں۔

گو وقت کی تضحیک ہے، وہ دیر سے آئے
مہمانِ خصوصی ہیں انہیں کچھ نہ کہو تم
بیٹھے رہیں لوگ آ کے، یہ لگتا ہے بہت خوب
باتوں میں ہر اک جہت سے مصروف رہو تم

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود مجیب اصغر

حضرت قریشی نجم الدین صاحب

حضرت قریشی نجم الدین صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ابتدائی رفقاء اور حضرت مولوی نورالدین صاحب (جو آپ کے پہلے جانشین بنے) کے قریبی دوستوں بلکہ رشتہ داروں میں سے تھے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو نہ صرف خود سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی غلامی میں آنے کی توفیق ملی بلکہ آپ کی بدولت آپ کے قریبی دوست اور رشتہ دار اور زیر اثر احباب بھی کثرت سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی غلامی میں آئے۔ ضمناً آپ کی املاء کروائی ہوئی سوانح کا حوالہ ہے "ہمارے شہر میں ایک بڑا پہلوان عظیم شاہ آیا ہمارے ایک دوست (نجم الدین کے بھائی) نے ہم سے کہا کہ آؤ اکھاڑے میں چلیں کشتی لڑیں گے ہم جب وہاں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ عظیم شاہ پہلوان پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہاتھوں سے چل رہا ہے مجھ کو یہ نظارہ دیکھ کر بڑی نفرت ہوئی کہ (-) ہمارے دوست تو لنگوٹا باندھ کر دھڑام سے اکھاڑے میں داخل ہوئے اور میں وہاں سے چلا آیا"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ 202) جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت قریشی نجم الدین صاحب اور ان کے خاندان سے ابتداء سے ہی گہرا تعلق تھا۔ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا ان کا مکان بھی بیت نور بھیرہ سے ملحق تھا اور بیت نور بھیرہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کا گھر تھا جسے آپ نے اپنی امامت کے دوران بیت احمدیہ میں منتقل کرنے کی اجازت دی اور اس وقت سے یہ گھر عبادت کے لئے مستعمل ہے اس گھر میں وہ کمرہ بھی محفوظ کر لیا گیا ہے جہاں حضرت مولانا نورالدین صاحب کی پیدائش ہوئی تھی اور اس کمرے میں یہ شعر بھی آویزاں ہے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آپ کی دینی غیر معمولی خدمات کے نتیجہ میں فرمایا تھا

چہ خوش بودے اگر ہریک ز اُمت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

آپ کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جو گہرا للّٰہی تعلق تھا اور جو غیر معمولی اعتماد تھا یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب فتح (دین حق) کی تصنیف کے بعد لنگر خانہ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے سلسلہ کی پانچ بنیادی شاخوں میں سے ایک اہم اور مستقل شاخ قرار دیا اور لنگر خانہ باقاعدہ جاری ہوا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب پر غیر معمولی اعتماد کی بدولت لنگر خانہ کے اہتمام کا کام حضرت مولانا کے قریبی دوست اور رشتہ دار حضرت قریشی نجم الدین صاحب کے سپرد فرمایا جسے انہوں نے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے خوب اچھی طرح نبھایا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے للّٰہی سلسلہ کی پانچ شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے... دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے.... تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں.... چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں.... پانچویں شاخ اس کارخانہ کی ... مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے.... خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تمام شاخوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا ہے اور یہ نظر مساوات ان سب کی تکمیل اور ان سب کا قیام چاہتا ہے لیکن ان پنجگانہ شاخوں کے مصارف اس قدر ہیں کہ جن کے لئے مخلصین کی خاص توجہ اور ہمدردی کی ضرورت ہے اگر میں ان دینی مصارف کی مفصل حقیقت لکھوں تو بہت طول ہو جائے گا مگر اے بھائیو تم نمونہ کے طور پر صرف واردین اور صادرین کے ہی سلسلہ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ اب تک سات سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار کے قریب یا اس سے کچھ زیادہ مہمان آیا ہے اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ان عزیز مہمانوں کی خدمت اور دعوت اور ضیافت میں کیا کچھ خرچ ہوا ہو گا۔ اور ان کے سرما اور گرما کے آرام کے لئے ضروری طور پر کیا بنانا پڑا ہو گا...۔

اس تیسری شاخ کے مہتمم یا ناظم "لنگر خانہ (حضرت صاحب)" حضرت قریشی نجم الدین صاحب کو مقرر فرمایا گیا جن کا ذکر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے سیرت حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) میں بھی کیا ہے۔

اس شعبہ کی اہمیت کے پیش نظر جب جماعتی چندوں کا باقاعدہ نظام جاری ہوا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے لنگر خانہ کے مصارف کا بطور خاص ذکر فرمایا چنانچہ تاریخ احمدیت جلد سوم میں لکھا ہے "حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) سب سے زیادہ اس فکر میں رہتے تھے کہ حق کے طالبوں کا ایک گروہ ہمیشہ آپ کے پاس رہے اور دور و نزدیک سے لوگ آ کر رہیں اور اپنے شبہات کا ازالہ کریں اور خدا کی راہ آپ سے سیکھیں نیز جو کچھ آپ کتاب یا اشتہار کی شکل میں لکھیں وہ شائع ہو اگرچہ یہ سلسلہ اب تک جاری تھا اور اس کے لئے جماعت کے مخلصین اپنی مرضی سے حسب توفیق بوجھ اٹھاتے آ رہے تھے لیکن اب چونکہ تنہا لنگر خانے کا خرچ آٹھ سو ماہوار تک پہنچ چکا تھا اور مدرسہ تعلیم الاسلام اور میگزین (ریویو آف ریلیجنز) کے اجراء سے جماعت پر مزید ذمہ داریاں عائد ہو چکی تھیں اس لئے وقت آ گیا تھا کہ جماعتی چندوں کی فراہمی کے لئے ایک نظام قائم کیا جائے لہٰذا حضرت (صاحب) نے 5 مارچ 1902ء کو بذریعہ اشتہار ہدایت فرمائی کہ ہر احمدی لنگر خانہ اور مدرسہ کی ضروریات کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق ماہوار چندہ اپنے پر مقرر کر کے مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیں........ (تاریخ احمدیت جلد سوم مولفہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ 218-217)

باقی صفحہ 7 پر

سیدہ طیبہ صدیقہ صاحبہ بیگم نواب مسعود احمد خان صاحب

"کھِلے ہیں پھول میرے بوستاں میں"

مکرم و محترمی سیفی صاحب
کچھ جذبات عزیزہ طوبیٰ کی شادی میں تھے۔ میں نے سوچا عورتوں کی مجلسوں کا حال بھی لکھ دوں۔ جلدی نہ لکھ سکی۔ اگر قابل اشاعت سمجھیں تو چھاپ دیں۔

سیدہ طیبہ صدیقہ بیگم مسعود احمد خاں
2/3 دارالصدر

سب سے پہلے تو میں اس عظیم باپ کو مبارکباد دیتی ہوں جس نے اپنے دل پر ضبط کر کے اپنی انتہائی پیاری بیٹی کو رخصتانے کی تقریب کے لئے ہم سب میں بھیجا۔ اللھم بارک۔ یکم مارچ سے صاحبزادی طوبیٰ کی شادی کی تقریبات کا پہلا دن تھا۔ رات ہوئی تو ہم وہاں پہنچے۔ تقریباً تیرہ (13) سال کے بعد اس عمارت اور اس ہال میں قدم رکھا جہاں تیرہ سال پہلے چھ ماہ تک ہم تقریباً روزانہ جاتے تھے۔ ہال کو بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ میں نے اتنی خوبصورت سجاوٹ کسی مایوں کی دلہن کے کمرے کی کم ہی دیکھی ہے۔ تمام ہال کو رنگ برنگ کے زرد رنگ کے پھولوں اور جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ اوپر چھت پر نظر پڑی تو تمام چھت پر گیس والے غبارے چمٹے ہوئے تھے۔ بیچ میں دلہن کی مسند تھی جس پر زرد رنگ کے پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ مسند کے اور اوپر دیوار پر دولھا اور دولہن کا نام لکھا ہوا بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔ مسند پر ایک شہزادی بیٹھی نظر آئی جو خود بھی زرد کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ دل بے انتہا خوش ہوا لیکن اس تیرہ سال کی جدائی سے غم کے بادل بار بار آنکھوں میں آ رہے تھے۔ میں دل ہی دل میں بار بار اس عظیم باپ کے حوصلے کی داد دے رہی تھی جس نے اپنے خاندان اور اپنی جماعت کی محبت میں اپنی بیٹی کو شادی کے لئے ان محبت کرنے والے لوگوں میں بھیج دیا۔ کسی طرح بھی دل قابو میں نہ آتا تھا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ لوگ خوش ہو رہے تھے باتیں کر رہے تھے۔ ہنسنے اور خوش ہونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لیکن میری سوچ سب سے الگ تھی۔ یہ بھی خیال تھا کہ کسی کو میری اس حالت کا علم نہ ہو جائے۔ کافی دیر اپنے آپ کو سنبھالنے میں لگی ویسے تو ساری رات ہی اضطراب میں گذری۔ دلہن کے علاوہ تینوں شہزادیاں سب کا استقبال کرتی پھر رہی تھیں۔ بہت مہمان خواتین ان کے ساتھ لنڈن سے آئی تھیں یہاں سے سارا خاندان آیا ہوا تھا۔ فرداً فرداً سب کو پوچھنا یہ بھی خاصا کام تھا۔

دوسرے دن دو مارچ کو سب وہیں جمع ہوئے۔ وہی نظارے تھے۔ آج کچھ اور مستورات لندن سے پہنچی تھیں۔ لیکن اب کچھ دل کو قرار آ گیا تھا۔

اس سے اگلے دن تین مارچ کو حضرت صاحب کی طرف سے احمد نگر میں فنکشن تھا۔ وہاں حضرت صاحب نے ایک بہت بڑی بارہ دری بنوائی ہے۔ بارہ دری کے ایک طرف پردے دار صحن ہے۔ بیچ میں فوارہ ہے۔ ایک طرف مچھلیوں کے تالاب ہیں جس میں مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ بارہ دری کی سجاوٹ بھی اس طرح کی گئی تھی جیسی کہ ہال کی کی گئی تھی اتنی بڑی بارہ دری تھی کہ مہمان اس میں اچھی طرح سے سما گئے تھے۔ بچیاں پاکیزہ گانے گا رہی تھیں۔

یہ روز کر مبارک ہر ایک کی زبان پر تھا

مہمان خواتین جو باہر سے آئی تھیں وہ بار بار اٹھ کر تالاب اور مچھلیاں دیکھتی تھیں۔ کھانے کی میزیں صحن میں لگی تھیں۔ کھانا صحیح وقت پر ہوا انتظام بہت ہی اعلیٰ تھا۔ پھر پتہ لگا کہ لنڈن سے پروگرام آ رہا ہے۔ خیر سب جلدی جلدی فارغ ہو کر اپنی اپنی جگہوں پر آ گئے۔ تو ٹی وی پر حضرت صاحب۔ حضرت صاحب کا عملہ اور بچے نظر آئے۔ یہ پروگرام تو سب نے ہی دیکھا ہے۔ اور حضرت صاحب کا تبصرہ بھی اس کے متعلق سنا ہے۔ ہر شخص رو رہا تھا۔ لیکن اس رونے میں بھی ایک لذت تھی۔ میں دل ہی دل میں کہہ رہی تھی "میاں کیوں بچی کو ہلکان کرتے ہو" ایسی نظم پڑھوا کر رو رو کر اس کا برا حال ہے۔ اچانک پتہ لگا کہ ایک چھوٹی بچی جس پر یہی حالات گذرے ہیں اس کا رو رو کر بہت برا حال ہے۔ لیکن سب لوگوں پر اس طرح سکتہ تھا کہ کوئی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ دو گھنٹے یہ پروگرام جاری رہا۔ میں پھر حضرت صاحب کے حوصلے اور وسیع القلبی کی داد دیتی ہوں۔ چار مارچ کو عزیزہ طوبیٰ کی بارات لاہور سے آئی۔ میں تو گیسٹ ہاؤس نہ جا سکی سب سے رات کو ہی ملاقات ہوئی۔ رات کو جب قصر امامت میں بارات آئی تو بہت شاندار استقبال کیا گیا۔ بہت رات تک لوگ بیٹھے رہے۔ کوئی مہندی کی رسم نہ ہوئی لیکن رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

5 مارچ شادی کا حال تو آپ سب نے کچھ دیکھا ہو گا باقی الفضل میں پڑھ لیا ہو گا۔ میں صرف عورتوں کے پنڈال کا حال بتاتی ہوں۔ اتنا اچھا انتظام تھا کہ بہت کم شادیوں میں دیکھا ہو گا۔ صفائی بہت عمدہ تھی۔ پہرے کا بہت اچھا انتظام تھا۔ باغ میں جہاں پنڈال بنایا تھا چاروں طرف ٹی۔وی نصب تھے کرسیاں پوری تھیں تمام مہمان خواتین آرام سے بیٹھی تھیں۔ پھر بارات آئی۔ پھولوں کی پتیاں ان پر نچھاور کی گئیں۔ اس کے بعد دلہن کو لا کر سٹیج پر بٹھایا گیا۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ لوگ کھڑے ہو کر دلہن کی سٹیج کو گھیر لیتے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا کیونکہ ٹی۔وی پر

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ نعیم احمد طاہر

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اور خواجہ الطاف حسین حالی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے جب شعر کہنے شروع کئے تو آپ کی نظر مولانا الطاف حسین صاحب پر پڑی جو کہ اس وقت برصغیر کے چوٹی کے شعراء میں ایک الگ اور نمایاں مقام رکھتے اور بعد میں آنے والے بلند پایہ شعراء میں کئی شعراء نے ان سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے بھی مولانا حالی کو خط لکھا کہ میں شاعری میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔ اگر آپ منظور فرمائیں تو آپ کو اپنا کلام اصلاح کے لئے بھیج دیا کروں۔ مگر خدا تعالیٰ کو تو شاید اس عظیم المرتبت روحانی شخصیت کا کسی سے سیکھنا یا کسی کی شاگردی اختیار کرنا منظور نہ تھا۔ جس طرح دوسری دنیاوی تعلیم میں بھی آپ بظاہر سکول کی حد تک بھی نہ پڑھ سکے اور عام طالب علموں کی طرح تعلیم حاصل نہ کی۔ چنانچہ شاعری کے میدان میں بھی جہاں آپ نے بہت بلند پایہ اشعار سے جماعت احمدیہ کو نوازا بظاہر کسی سے اس میدان میں اصلاح نہ لی اور جب شروع شروع میں اپنے فطری رجحان کی بناء پر مولانا حالی سے اصلاح لینے اور شاگردی اختیار کرنے کا ارادہ فرمایا تو خدا تعالیٰ کی منشاء نہ ہونے کے باعث آپ کے خط کے جواب میں کچھ دنوں کے بعد حالی صاحب کا جواب آیا۔ کہ "میاں صاحبزادے اپنی قیمتی عمر کو اس فضول مشغلے میں ضائع نہ کرو یہ عمر تحصیل علم کی ہے۔ پس دل لگا کر علم حاصل کرو۔ جب بڑے ہو گے اور تحصیل علم کر چکو گے اور فراغت بھی میسر ہو گی اس وقت شاعری بھی کر لینا۔" یہ واقعہ آپ کی اوائل عمر کا ہے یعنی 1928ء کے لگ بھگ کا ذکر ہے۔

مولانا حالی کے اس جواب کے ملنے کے بعد آپ نے پھر کسی اور استاد کی طرف فی الوقت رجوع نہ کیا۔ اس دور کے بکثرت اساتذہ میں سے تین حضرات بہت پایہ عالمگیر شہرت رکھنے والے تھے۔ یعنی منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی (امیر مینائی) فصیح الملک نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی (استاد بہادر شاہ ظفر آخری تاجدار مغلیہ سلطنت) اور جناب سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حالی کے اس پر نصیحت جواب کے بعد آپ نے فی الوقت شاعری میں اصلاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ کو آپ کے اس فطری رجحان اور شاعری سے دلی انس کا علم تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کی رضا مندی کے تحت کچھ عرصہ آپ نے اصلاح بھی لی مگر باقاعدہ شاگردی اختیار نہ کی۔ بلکہ کبھی کبھار محض اپنے اشعار کی نوک پلک سنوارنے اور اپنے اشعار کے متعلق رائے کی خاطر۔ آپ اصلاح و مشورہ بھی لیتے رہے۔ یہ سعادت اس وقت کے بلند پایہ شاعر جناب جلال لکھنوی کے حصے میں آئی۔

چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1948ء میں یعنی قیام پاکستان کے اگلے ہی سال موسم گرم میں گزشتہ سال کے معمول کے تحت اس بار بھی کوئٹہ کا سفر اختیار کیا۔ اس تھوڑے سے عرصہ کے دوران قیام کوئٹہ میں آپ نے درس کلام الٰہی بھی جاری فرمایا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ عصر کے بعد خصوصیت کے ساتھ اس شامیانے میں تشریف لے جاتے جہاں عبادات ادا کی جاتی تھیں اور جماعت احمدیہ کوئٹہ کے دوست احباب اور عزیز حضرت صاحب کے کلمات طیبات سے مستفید ہوتے تھے۔ ان دنوں حضرت صاحب نے مندرجہ بالا واقعہ کے متعلق تفصیلاً" فرمایا کہ

"بچپن میں جب میں نے شعر کہنے شروع کئے تو مجھے نامور اور قابل استاد کی تلاش ہوئی جس سے میں اصلاح لوں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے میں نے جلال لکھنوی کا انتخاب کیا اور خط و کتابت کے ذریعہ میں ان سے اصلاح لیتا رہا۔ حضرت صاحب نے جلا لکھنوی کی بہت تعریف کی اور ارشاد فرمایا کہ وہ داغ سے بھی اچھے شاعر تھے۔"

(تاریخ احمدیت حصہ پنجم ص 59۔ حاشیہ)

مگر جس تاریخی واقعہ کے متعلق اس مضمون کو خاکسار نے تحریر کیا ہے اس تاریخی شہادت کو مفصل طور پر اور کافی واضح الفاظ میں مولانا شیخ اسماعیل صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب تذکرہ حالی جلد اول صفحہ 189-190 پر تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب آج کل تقریباً ناپید ہے۔ اور خاکسار کی طرح اس کے پرانے ہی نسخے چلے آرہے ہیں جیسا کہ خاکسار کے پاس موجود یہ کتاب 1935ء کی اشاعت ہے۔

چنانچہ خاکسار اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنی اوائل شاعری میں جب اصلاح کی خاطر مولانا حالی پانی پتی سے خط و کتابت کی تو اس واقع کا تذکرہ مؤلف کتاب جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی تذکرہ حالی میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

"1928ء کی بات ہے جب کہ استاذی المحترم حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ماموں) کی دعوت پر شمس العلماء خواجہ مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی کے فرزند اصغر جناب خواجہ سجاد حسین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر تعلیمات صوبہ پنجاب ہمارے سالانہ جلسہ میں شمولیت کی خاطر تشریف لائے۔ جناب خواجہ سجاد حسین صاحب کے ساتھ میں بھی پانی پت سے آیا تھا۔ جب سالانہ جلسہ کے افسر اعلیٰ حضرت میر محمد اسحاق کو پتہ چلا تو انہوں نے فوراً ہم دونوں کے قیام و طعام کا نہایت عمدہ انتظام بطور خاص کر دیا......

......قادیان پہنچنے کے تیسرے روز خواجہ سجاد حسین صاحب پانی پتی وقت مقررہ پر حضرت صاحب سے ملاقات کے لئے قصر امامت تشریف لے چلے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ حضرت صاحب نے دروازے تک تشریف لا کر ہمارا استقبال کیا اور جناب خواجہ صاحب کا خیر مقدم کیا اور نہایت عزت و احترام سے لا کر اپنے پاس ایک نرم گدیلے پر بٹھایا۔ اور فرمانے لگے...... کہ آپ نے بڑی تکلیف کی جو اس ضعیفی اور پیرانہ سالی کے باوجود تکلیف اٹھا کر سفر کی صعوبت اور تکلیف برداشت کی۔ اور لمبا تکلیف دہ سفر کر کے یہاں تشریف لائے۔ یہاں آرام سے تو ہیں اور کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) میں بہت آرام سے ہوں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اور یہاں مجھے تو گھر کا سا آرام مل رہا ہے۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے اس مرتبہ بہت اصرار سے مجھے لکھا کہ جلسہ سالانہ پر ضرور آئیں اس لئے آگیا۔ اور میں جلسہ میں شامل ہو کر بے حد خوش ہوں اور یہاں کا ماحول میں نے بہت دین دارانہ پایا ہے۔

گفتگو کے دوران میں حضرت صاحب نے فرمایا۔ "خواجہ صاحب! میں آپ کے والد مولوی الطاف حسین حالی کا نہایت ممنون ہوں انہوں نے مجھے ایک نصیحت میرے بچپن میں کی تھی جو مجھے آج تک یاد ہے۔"

خواجہ صاحب نے نہایت تعجب سے پوچھا کہ والد کے ساتھ آپ کا کیا واقعہ ہوا تھا؟ اور کب اور کہاں آپ سے ملے تھے؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے بچپن میں ہوا تھا۔ کہ بچپن میں مجھے شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس پر میں سوچنے لگا کہ شاعری میں استاد کسے بناؤں؟۔ چنانچہ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ مولوی الطاف حسین حالی کو استاد بنانا چاہئے وہ بڑے اچھے قوی شاعر ہیں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے انہیں پانی پت ایک خط لکھا کہ "میں اگرچہ ابھی چھوٹا بچہ ہوں مگر مجھے شعر کہنے کا بڑا شوق ہے۔ اگر میں یہاں (قادیان) سے آپ کو اپنے اشعار اور نظمیں لکھ کر بھیج دیا کروں اور آپ ان کی اصلاح کر کے انہیں واپس بھیج دیا کریں تو اس عنایت پر میں آپ کا مشکور اور ممنون اور نہایت شکر گزار ہوں گا۔"

مولوی صاحب حالی نے میرے خط کا جواب فوراً ہی دے دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ صاحبزادے! تمہارا خط پہنچا۔ شاعری بیکاری کا دھندا ہے۔ میری نصیحت تم کو یہ ہے کہ اس فضول جھنجھٹ میں نہ پڑو یہ وقت اور یہ عمر شاعری جیسے فضول کام کی نہیں بلکہ تحصیل علم کی ہے۔ پس جہاں تک ممکن ہو دل لگا کر علم حاصل کرو۔ اور جو محنت شاعری جیسے بیکار شغل میں اٹھاتے ہو وہ تحصیل علم میں اٹھاؤ اور کسی اور طرف دھیان نہ لگاؤ۔ جب لکھ پڑھ کر بڑے ہو جاؤ گے اور فکر معاش سے بھی فراغت ہو گی اس وقت شاعری بھی کر لینا۔ کون سی بھاگی جا رہی ہے۔

یہ واقعہ سنا کر اور بیان کر کے حضرت صاحب فرمانے لگے۔ "خواجہ صاحب! جب میں نے یہ خط آپ کے والد صاحب کو لکھا تھا اس وقت میں بچہ تھا اور اب میری عمر بڑھاپے کے قریب پہنچ گئی ہے مگر آج بھی جب کبھی مجھے آپ کے والد صاحب کی قابل قدر نصیحت یاد آتی ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ مولانا حالی نے مجھے بہت ہی عمدہ اور نہایت ہی نیک مشورہ دیا تھا۔ اور مجھے ہمیشہ اس نصیحت میں مولوی صاحب کا خلوص جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور بے اختیار ان کی نیکی اور شرافت کی تعریف کرنے کو دل چاہتا ہے۔"

یہ واقعہ سن کر خواجہ سجاد حسین صاحب پانی پتی نے حضرت صاحب سے کہا کہ آپ نے ٹھیک فرمایا۔ والد صاحب مرحوم کا قاعدہ تھا کہ وہ لوگوں کو شاعری سے روکتے تھے اور اپنا شاگرد بننے سے منع کیا کرتے تھے۔ کیونکہ لوگوں نے شاعری کو عام طور پر ایک تفریح کا ذریعہ اور فضول مشغلہ بنا لیا ہے اور اس سے وہ کام نہیں لیتے جو لینا چاہئے۔ اس کے بعد متفرق باتیں ہوئیں اور قریباً آدھ گھنٹے سے زائد کی دلچسپ ملاقات کے بعد خواجہ صاحب حضرت صاحب سے رخصت ہو کر واپس آگئے۔"

(تذکرہ حالی جلد اول صفحہ 189-190 مؤلفہ جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی شائع کردہ حالی بکڈپو پانی پت۔ اکتوبر 1935ء)

خاکسار قارئین الفضل کی معلومات کی خاطر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی پہلی مطبوعہ نظم پیش خدمت کرتا ہے۔ 1903ء میں آپ نے شعر و سخن کی دنیا میں باقاعدہ قدم مبارک رکھا۔ تو ابتداء میں آپ شاد تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی پہلی نظم حسب ذیل ہے:۔

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے
تیری رضا کا ہوں میں طلبگار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

آپ نے اپنے کلام کے بارے میں خود ہی وضاحت کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ

"میرے نزدیک شعر اس لئے کہنا کہ لوگ پسند کریں اور داد دیں درست نہیں۔ میں بھی شعر کہتا ہوں کہ لیکن جب میں شعر کہتا ہوں تو نہیں معلوم ہوتا کہ لکھ رہا ہوں۔ جب قلم ایک جگہ جا کر رک جاتا ہے تو پھر خواہ کتنا ہی زور لگاؤں آگے شعر نہیں کہا جا سکتا۔...... وہ شعر جس کو انسان تلاش کر کے لاتا ہے وہ ناپسند ہے مگر جب طبیعت میں جوش ہو اور بغیر خوض اور غور کے مضامین جاری ہوں تو وہ ایک قسم کا القاء اور الہام ہوتے ہیں۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

زمین و آسمان کا خالق ایک خدا ہے وہی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں زندگی اور موت ہے۔ کوئی شخص دنیا میں کسی قسم کی راحت اور کوئی نعمت حاصل نہیں کر سکتا مگر اس کے فضل و کرم سے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد رفیق۔ لندن

حضرت میر عبد السلام صاحب سیالکوٹی

1959ء میں جب خاکسار انگلستان پہنچا۔ تو لندن کی جماعت میں چند اہل دانشور بھی شامل تھے۔ ان میں ڈاکٹر محمد نسیم صاحب سابق جج الہ آباد ہائی کورٹ اور حضرت میر عبد السلام صاحب بھی شامل تھے حضرت میر صاحب حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء میں سے تھے۔ اور غالباً سیالکوٹ کے پہلے امیر تھے۔ ممکن ہے پہلے امیر نہ ہوں لیکن ایک لمبا عرصہ سیالکوٹ کے عہدہ امارت پر فائز رہ چکے تھے لمبا قد' خوبصورت چہرہ اور مردانہ حسن کا عمدہ نمونہ تھے ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کے ممبر ہونے کی حیثیت میں پارٹیشن سے قبل ٹیم کے ساتھ انگلستان آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے اور واپس ہندوستان یا پاکستان تشریف نہیں لے گئے۔

لندن مشن میں ماہوار میٹنگز کا باقاعدہ اہتمام ہوا کرتا تھا۔ جس میں احمدی دانشوروں کے علاوہ غیر از جماعت انگریز سکالرز کو بھی مدعو کیا جاتا تھا اور ان کی تقاریر کرائی جاتی تھیں۔ حضرت میر صاحب ان مجالس کے روح رواں ہوا کرتے تھے۔ انگریزی زبان پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ اگر پردہ کے پیچھے سے ان کی تقریر سنی جاتی تو ہرگز یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ کوئی ہندوستانی بول رہا ہے۔ بامحاورہ صحیح تلفظ کے ساتھ انگریزی بولتے تھے۔ تقریر میں دریا کی طرح روانی تھی۔ عربی زبان میں مہارت رکھتے تھے۔ اور حضرت بانی سلسلہ کی کتب کا بھی بکثرت مطالعہ کرنے کی وجہ سے بروقت عمدہ حوالہ دے دیا کرتے تھے۔ آپ صرف مقرر ہی نہ تھے۔ ایک دانشور بھی تھے۔ اور ایسے ایسے نکات پیش کرتے تھے۔ کہ آپ کی علمی دھاک کا سکہ بیٹھ جاتا تھا۔

آپ ہائیڈ پارک اسپیکرز کارنر کے دین حق پر مستقل مقرر ہوا کرتے تھے۔ ہر اتوار کو ایک سٹول اور چند کتب جن میں بائبل اور قرآن شامل ہوتے تھے اپنے ساتھ لاتے اور تقریر شروع کر دیتے۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے ارد گرد مجمع اکٹھا ہو جاتا۔ اور تقریر کے دوران مجمع پر کامل سکوت طاری رہتا۔ سامعین کے سوالات کے جواب کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔ تقریر کے اختتام پر پارک سے باہر آکر دلچسپی لینے والے سامعین میں لٹریچر بھی تقسیم فرمایا کرتے تھے خاکسار کو شروع سے ہی ان سے مضبوط تعلق پیدا ہو گیا۔ اور میں ہر اتوار کو ان کی تقاریر سننے ہائیڈ پارک جانے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت میر صاحب کے تشریف لانے سے قبل اسٹول اور ان کی کتب میں لے جایا کرتا تھا۔ اور مناسب جگہ کا انتخاب بھی کرتا تھا۔ جہاں سے حضرت میر صاحب تقریر فرما سکیں۔ تقریر کے بعد جو کم از کم دو اڑھائی گھنٹہ جاری رہتی تھی۔ ہم قریبی ایک ریسٹورنٹ میں چلے جاتے تھے جہاں حضرت میر صاحب چائے کا آرڈر کرتے اور اکثر ہم دونوں اور بسا اوقات سامعین میں سے بھی کوئی نہ کوئی

حضرت میر صاحب کی اس دعوت چائے میں شامل ہوتا۔ اور یہ سارا وقت علمی گفتگو میں گزرتا تھا۔ حضرت میر صاحب ہائیڈ پارک کے قریب ہی Edgeware Rd پر واقع ایک مختصر سے فلیٹ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن کبھی کسی کو فلیٹ پر نہ تو مدعو کرتے تھے اور نہ فلیٹ پر ساتھ لے کر جاتے تھے۔ عموماً ملاقاتیں کسی کیفے یا ریسٹورنٹ میں ہی فرمایا کرتے تھے۔

ان دنوں لندن کی جماعت کے ممبران میں چند انگریز مرد و خواتین بھی شامل تھے جو احمدی ہو چکے تھے۔ اور باقاعدگی سے مشن ہاؤس میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ان میں ایک نو احمدی جوڑا مسٹر مسز بیل (Bell) کا بھی تھا۔ یہ حضرت میر صاحب سے بے حد متاثر تھے اور ان سے اکتساب علوم کلام الٰہی کیا کرتے تھے۔ اور حضرت میر صاحب کے عقیدت مند تھے۔ 1960ء کی بات ہے کہ ایک دن مسز بیل نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خواب میں حضرت میر صاحب کو دیکھا ہے کہ Edgeware Rd پر ٹہل رہے ہیں اچانک ٹہلتے ٹہلتے گر پڑے ہیں اور فوری وفات واقع ہو گئی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا زیادہ علم نہیں رکھتا آپ حضرت میر صاحب سے دریافت کریں۔ چنانچہ اگلے ہفتہ انہوں نے اپنی خواب حضرت میر صاحب کو سنا دی۔ حضرت میر صاحب نے خواب سن کر فرمایا۔ کہ خوابوں کی دنیا میں بعض اوقات کسی شخص کی وفات کو دیکھا جائے تو اس سے لمبی عمر بھی مراد ہوتی ہے۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک رات لندن مشن ہاؤس میں پولیس کی طرف سے فون آیا کہ ہمیں ایک لاش فٹ پاتھ پر پڑی ملی ہے۔ اس کی جیب سے یہ فون نمبر ملا ہے اور کوئی پہچان کا ذریعہ نہیں ہے۔ کیا تمہارا کوئی شخص دو چار روز سے لاپتہ تو نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ہمارا تو کوئی شخص بھی لاپتہ نہیں ہے اور نہ ہی اس لاش سے ہمارا کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہمیں بتایا جائے کہ لاش کہاں ہے تو ہم جا کر دیکھ لیں گے۔ پولیس نے بتایا کہ لاش ہسپتال میں پڑی ہے۔ ہسپتال کا نام اور پتہ ملنے پر میں نے محترم عبد العزیز دین صاحب کو فون کیا اور انہیں سارا واقعہ بتانے کے بعد ان سے ساتھ چلنے کی درخواست کی جو انہوں نے فوراً منظور فرمائی۔

ان دنوں مشن کے پاس کار وغیرہ تو تھی نہیں۔ اور آدھی رات کا وقت ہونے کی وجہ سے بس بھی نہیں چل رہی تھی اس لئے ہم نے بصد دقت ایک ٹیکسی حاصل کی اور رات کے قریباً اڑھائی بجے ہسپتال جا پہنچے۔ وہاں ہمیں بتایا گیا کہ لاش نیچے مردہ خانہ میں پڑی ہے۔ چنانچہ ہم ہسپتال کے زیر زمین مردہ خانہ میں پہنچے۔ یہاں کا منظر بہت ڈراؤنا تھا۔ فرش پر ہر طرف مردے پڑے ہوئے تھے۔ مردہ خانہ کے انچارج نے ہمیں بتایا کہ ہمیں جس لاش کو دیکھنا ہے وہ الگ کمرہ میں رکھ دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ ہمیں ساتھ لے گیا۔ کمرہ میں ایک لاش چادر میں لپٹی پڑی تھی۔ جب ہم نے لاش کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ہم حیرت زدہ ہو گئے کیونکہ یہ حضرت میر عبد السلام صاحب کی لاش تھی۔ ہم نے فوراً انہیں بتایا کہ یہ لاش تو ہمارے ایک بزرگ ہیں اور ہم ان کے تجہیز و تکفین کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہونے والے تمام اخراجات کی ذمہ داری بھی قبول کرتے ہیں چنانچہ اگلے دن لاش ہمارے حوالے کر دی گئی۔ اگلے دن حضرت میر صاحب

باقی صفحہ 7 پر

○

خدا سے خدا کی رضا مانگتے ہیں
وفاؤں کا اپنی صلہ مانگتے ہیں

خدا جانتا ہے خدا مانگتے ہیں
وہ مل جائے تو اور کیا مانگتے ہیں

اگر ہو اجازت تو جاں پیش کر دیں
مگر وہ کچھ اس کے سوا مانگتے ہیں

خدایا ادھر بھی ہو نظرِ عنایت
ترے بے زباں فیصلہ مانگتے ہیں

کوئی نہ کوئی بات تو ہوگی ورنہ
مریض آپ سے کیوں شفا مانگتے ہیں

وہ سورج سے ملنے کے شوقین بھی ہیں
مگر دھوپ سے فاصلہ مانگتے ہیں

سمندر سے اور ایک قطرے کی خواہش!
سمندر کو شکوہ کہ کیا مانگتے ہیں

گذر جائیں گی آزمائش کی گھڑیاں
مگر تھوڑا سا حوصلہ مانگتے ہیں

تُو پھولوں کو اپنی حفاظت میں رکھیو
دعا تجھ سے یہ اے خدا مانگتے ہیں

تری راہ میں موت کا ڈر نہیں ہے
فقط موت کی ہم ادا مانگتے ہیں

سید نصیر شاہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین الممکلتی حالات واقعات شخصیات

امریکہ کی ایران اور عراق کے بارے میں پالیسی

امریکہ چاہے سعودی عرب خلیج کی ریاستوں اور مصر واردن کا جتنا بھی حامی بنے یہ بات واضح ہے کہ اسلامی ملکوں کو سب سے زیادہ نقصان اگر کسی سے پہنچا ہے تو وہ امریکہ ہے۔ عراق کی تباہی' لیبیا کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی کوشش اور ایران کے خلاف مسلسل لمبے عرصے سے مخالفانہ حکمت عملی کے ذریعے اسے تنہا کرنے کی کوششیں ایسے اقدامات ہیں جو ان اسلامی ممالک کو صرف امریکہ کی مخالفت کی وجہ سے بھگتنے پڑ رہے ہیں۔ اس طرح سے دیکھا جائے تو امریکہ کی خارجہ پالیسی کا بڑا رخ عالم اسلام کی مخالفت کی طرف نظر آتا ہے۔

امریکہ کے ڈپٹی وزیر دفاع ڈاکٹر جان وائٹ نے گزشتہ روز بحرین کے شہر منامہ میں کہا ہے کہ امریکہ نے خلیج کے ممالک کے تحفظ کے لئے ایک ٹھوس اور مضبوط پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے ڈاکٹر جان وائٹ نے کہا کہ عرب ممالک کو عراق اور ایران سے خطرہ ہے۔ اس لئے امریکہ اس علاقے میں عربوں کے تحفظ کے لئے عراق اور ایران کو دبا کر رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ خلیجی علاقے میں اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عمل در آمد چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے صدر صدام حسین کو خبردار کیا ہے کہ عراق اپنے ہمسایہ ممالک کے خلاف جارحانہ اقدامات سے باز رہے۔ ڈاکٹر جان وائٹ نے کہا کہ جہاں تک ایران کا معاملہ ہے تو ایران مستقبل میں اس علاقے کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ نیز ایران عالمی دہشت گردی کی اعانت کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی فوجیں خلیج کے عرب ممالک کے ساتھ فوجی مشقوں کا سلسلہ جاری رکھیں گی۔

OOO

بھارت دفاعی سامان کی بر آمدات

بھارت نے دفاعی ساز و سامان کی تیاری میں نہ صرف خود کفالت حاصل کر لی ہے بلکہ اب وہ اس ساز و سامان کو بر آمد بھی کر رہا ہے۔ اور اسلحہ کی عالمی مارکیٹ میں اب بھارت بھی ایک نمایاں ملک بن کر داخل ہو گیا ہے۔ یہ بات بھارت کے دفاعی سامان کی تیاری اور سپلائٹس کے محکمے کے سیکرٹری ایس سادھرم نے ابو ظہبی میں گزشتہ روز نامہ نگاروں سے باتیں کرتے ہوئے بتائی۔ انہوں نے کہا کہ راڈار' فوجی ملبوسات' پیرا شوٹ' اور گولہ بارود کے شعبوں میں بھارت کی دفاعی پیداوار کی بہت سے ملکوں کی طرف سے خریداری کی پیشکش آرہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بھارت کے تیار کردہ ہیلی کاپٹر کے بارے میں خلیج کے ممالک کی طرف سے انکوائریاں موصول ہو رہی ہیں۔ ابو ظہبی میں دفاعی ساز و سامان کی نمائش میں اس ہیلی کاپٹر کا ماڈل بھی رکھا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بھارت نے فوج' بحریہ اور فضائیہ کے لئے مختلف قسم کا ساز و سامان تیار کیا ہے جو قابل اعتماد اور مقابلہ کرنے کے لئے اہم ہے۔ یہ سامان ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہماری دفاعی بر آمدات فی الحال ایک ارب 30 کروڑ ڈالر ہیں جو ہر سال 15 سے 20 فیصد تک بڑھ رہی ہیں۔

OOO

البانیہ میں خانہ جنگی

البانیہ سے خانہ جنگی اور امن کے بارے میں متضاد خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ تازہ اطلاع کے مطابق البانیہ میں خانہ جنگی کے باعث مزید 13- افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ملک میں امن و امان کی حالت بدستور خراب ہے اور حکومت حالات کو کنٹرول کرنے میں ناکام دکھائی دے رہی ہے۔

البانیہ کی حکومت نے جنوبی علاقے کے باغیوں کا یہ الٹی میٹم مسترد کر دیا ہے کہ صدر بریشا جمعرات تک اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ البانیہ کے وزیر اعظم باتکم خیف نے کہا ہے کہ ہم ایسے کسی الٹی میٹم کو تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ حکومت باغیوں کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہے۔

البانیہ میں خانہ جنگی بڑھنے کے ساتھ ساتھ ملک سے افراد کی نقل مکانی کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ یہ بات پہلے سے جاری شدہ کشیدہ صورت حال کو مزید خراب کرنے کا موجب بنے گی۔

OOO

طبی دنیا میں ایک بحران

ایک وقت تھا کہ اینٹی بائیوٹک ادویہ کو ہر بیماری میں تیز ہدف علاج سمجھا جاتا تھا۔ آج بھی نظریاتی طور پر اور اصولی طور پر یہی بات کہی جاتی ہے۔ لیکن اینٹی بائیوٹک ادویہ کی یہ غیر معمولی مقبولیت گہنا رہی ہے۔

طبی سائنس کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اینٹی بائیوٹک ادویہ بار بار کے استعمال کی وجہ سے اب زیادہ موثر نہیں رہیں۔ کیونکہ مسلسل استعمال سے جراثیم ان ادویات کے خلاف قوت مدافعت پیدا کر چکے ہیں۔ دواؤں کے غیر موثر ہونے سے طبی دنیا میں ایک بحران کی سی کیفیت پیدا ہو چکی ہے جس سے نبٹنے کے لئے سائنسدان نئی متبادل ادویات تیار کرنے پر تجربات کر رہے ہیں۔

امریکہ کے ڈاکٹر وان ویلڈن کا کہنا ہے کہ اینٹی بائیوٹک ادویات جراثیم کو تو ہلاک کر دیتی ہیں لیکن وائرس کے خلاف یہ ادویات غیر موثر ثابت ہوتی ہیں۔ چونکہ 70 فیصد بیماریاں وائرس کی وجہ سے پھیلتی ہیں اس لئے ایسی بیماریوں میں اینٹی بائیوٹک ادویہ استعمال نہیں جا سکتیں۔

ڈاکٹر ویلڈن کا کہنا ہے کہ بہت سے لوگ معمولی بیماریوں میں بھی اینٹی بائیوٹک ادویہ استعمال کر لیتے ہیں حالانکہ ان بیماریوں کا استعمال صرف وہاں ہونا چاہئے۔ جہاں ان کی واقعی ضرورت ہے۔ معمولی امراض میں ان ادویہ کا استعمال فائدہ کی بجائے نقصان کا موجب بنتا ہے۔

OOO

شہزادی ڈیانا کا جنوبی افریقہ کا دورہ

جنوبی افریقہ کے 77 سالہ صدر نیلسن منڈیلا دور حاضر کی ایک تاریخ ساز شخصیت شمار ہوتے ہیں جنہوں نے 27 سال کا طویل عرصہ جیل میں اپنی قوم کی آزادی کی خاطر گزارا اور آخر کار سفید فاموں کی نسل پرستی اور حکومت ختم کرا کے اپنے ملک کے پہلے سیاہ فام صدر بننے میں کامیاب ہو گئے بوڑھے صدر اس وقت بے حد جذباتی ہو گئے جب برطانیہ کے ولی عہد کی مطلقہ بیوی شہزادی ڈیانا سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ خوبصورت شہزادی سے میری ملاقات ہو گی۔ میں تو خوشی سے کانپ رہا ہوں۔

شہزادی ڈیانا نے صدر منڈیلا سے ملاقات کے وقت کہا کہ صدر سے مل کر میرا دل خوشی سے اچھل رہا ہے۔

شہزادی ڈیانا اپنے بھائی اور بھتیجی سے ملنے کے لئے ذاتی دورے پر جنوبی افریقہ آئی ہیں۔ ڈیانا کا بھائی جنوبی افریقہ میں آباد ہے۔ شہزادی صاحبہ اپنی بھتیجی کی سالگرہ میں شرکت کے لئے آئی ہیں۔ شہزادی کے دورے کو بے حد خفیہ رکھا گیا۔ فوٹو گرافران کی ایک جھلک کیمرے میں محفوظ کرنے کو بے قرار رہے۔ لیکن فوٹو گرافروں کو کامیابی حاصل نہیں کرنے دی گئی۔ حتیٰ کہ ایک اخبار نے تو مایوس ہو کر یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی قاری یا کوئی فوٹو گرافران کو شہزادی کی جنوبی افریقہ میں تصویر لا کر دے گا تو اسے مقامی کرنسی میں 1000 انعام دیا جائے گا۔

اخبارات میں سے

ہمارے ایک باوردی میجر صاحب نے بتایا انہوں نے کسی دفتر میں کچھ کاغذات جمع کروانے تھے۔ وہ کاغذات لے کر دفتر میں گئے تو متعلقہ کلرک نے ان سے کہا کہ ایک سو روپیہ دیجئے۔ میجر صاحب بڑے حیران ہوئے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے (اور یہ گزشتہ مارشل لاء کے دن تھے) کہ رشوت نہ لی جائے اور فوج اس بات پر خاص زور دے رہی ہے اور دوسری طرف میرے وردی میں ہونے کے باوجود یہ کلرک مجھ سے رشوت مانگتا ہے۔ میجر صاحب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو وہ کہنے لگا کہ اگر کاغذ جمع کروانے ہیں تو سو روپیہ یہاں رکھئے۔ میجر صاحب کہنے لگے میں وردی میں ہوں۔ مجھ سے پچاس روپے لے لو سو کی بجائے۔ وہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ اگر کاغذ جمع کروانے ہیں تو آپ کو سو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔ پچاس میں یہ کاغذ جمع نہیں ہوں گے۔ میں نے بھی تو آخر اس رقم کو دوسروں کے ساتھ بانٹنا ہے۔

اس بات کو کئی سال ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں یاد اس لئے آئی ہے کہ ایک اردو روزنامے نے ٹرانس پیرنسی انٹرنیشنل کے زیر اہتمام "احتساب اور اچھی حکومت" پر جو سیمینار ہوا ہے اس کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے یہ سرخیاں لگائی ہیں۔ (ن۔ س)

"خالد انور نے کہا پولیس ایف آئی اے اور دیگر اداروں کے نوے فی صد لوگ کرپٹ ہیں کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنا مشکل ہے۔ اور پاکستان کے چیف جسٹس کی طرف یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ لوگوں نے کرپشن کو قانوناً جائز قرار دے دیا۔" اور دیگر سرخیاں یہ ہیں:۔

اب ملک میں کوئی شخص محنت سے پیسہ کمانا نہیں چاہتا۔ لوگ نوکریاں بھی ایسے محکموں میں چاہتے ہیں جن میں اوپر کی آمدنی ہو۔ لوگ اس بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اچھی بات ہے کہ حکومت احتساب آرڈی ننس کو قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ دیگر آرڈی ننس بھی پارلیمنٹ میں پیش کئے جائیں گے۔ حکومت کرپشن کے خاتمے کے لئے قوانین سے نقائص دور کرے۔

ہم اختیارات کے ناجائز استعمال کی شکایات کا مصروفیات کی وجہ سے جائزہ نہیں لے سکے۔ اب ہم نے نظام کو از سر نو تشکیل دیا ہے۔ احتساب اور اچھی حکومت کے موضوع پر خطاب کے دوران یہ سب باتیں کہی گئیں۔ بیرسٹر باچا نے کہا کہ بھٹو نے کرپشن کو عوامی بنایا ضیاء الحق نے قانونی اور بے نظیر نے اسے لازمی قرار دے دیا۔ نواز شریف کے پہلے دور میں کرپشن فیملی افیئر تھا۔ خبر کا متن یوں ہے۔

کراچی نمائندہ جنگ۔ چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ کرپشن ہمارے معاشرے میں اتنی گہری جڑیں پکڑ چکی ہے کہ یہ ہمارے کلچر کا باقاعدہ حصہ بن چکا ہے۔ اب اسے برائی تصور نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کو ایک قسم کا جواز فراہم ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ہماری معاشرتی اقدار تباہ ہو چکی ہیں۔ کرپشن کو معاشرہ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اعلیٰ عدالتیں اپنے کردار سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن ان کے کردار کا انحصار اس سے متعلقہ قوانین کے کافی نقائص کے پک ہونے پر ہے موجودہ قوانین میں کافی نقائص ہیں جن کی موجودگی میں عدالتوں کا کردار محدود ہو جاتا ہے۔ وہ ان خیالات کا اظہار مقامی ہوٹل میں "ٹرانس پیرنسی انٹرنیشنل" کے زیر اہتمام "احتساب اور اچھی حکومت" کے موضوع پر منعقدہ ایک روزہ سیمینار کے شام کے سیشن میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے خطاب کے دوران کر رہے تھے۔

مسٹر جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ ہمیں یہ بات تسلیم کرنا ہو گی کہ کرپشن کا مسئلہ پاکستان میں نہایت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے اور لوگوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اسے قانوناً جائز بھی قرار دے دیا ہے۔ اس کی وجہ سے ملک میں اب کوئی شخص محنت سے پیسہ کمانا نہیں چاہتا۔ لوگ نوکریاں بھی ایسے محکموں کی چاہتے ہیں جن میں اوپر کی آمدنی ہو اور یہ بات برملا کہی جاتی ہے کہ ہمیں ایسی نوکری چاہئے جس میں ہاتھ کھلا ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ ملک کی موجودہ سیاسی قیادت نے کرپشن کا قلع قمع کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ اور وہ احتساب آرڈی ننس کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے اور اسے مستقل قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

بقیہ صفحہ3

حضرت قریشی نجم الدین صاحب کی اہمیت اور مقام اور آپ کی استعدادوں کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک نہایت اہم اور نازک کام کی ذمہ داری ان کے سپرد فرمائی اور گاہے بگاہے براہ راست بھی انہیں ہدایات سے نوازا اور ان کی مناسب اور بروقت رہنمائی فرمائی چنانچہ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے اس امر کا ذکر ایک بار درس (کلام الٰہی) کے دوران بھی کیا آپ نے فرمایا

"اصفیاء نے لکھا ہے کہ انسان ریاضت میں سادہ غذا کھاوے اس لئے ہمارے امام .... نے یہاں نجم الدین کو ایک روز تاکیدی حکم دیا کہ لوگ جو مہمان خانہ میں مجرد ہیں عام طور پر گوشت ان کو مت دو بلکہ دال بھی پتلی دو اور بعض نادان اس سر کو نہیں سمجھتے اور شور مچاتے ہیں"

(حقائق (کلام الٰہی) جلد چہارم صفحہ 256)

نورالدین اور نجم الدین ایک وزن پر نام رکھے ہوئے ہیں عین ممکن ہے کہ یہ نام حضرت مولانا نورالدین کے نام کے وزن (طرز) پر دانستہ رکھا گیا ہو بہرحال حضرت قریشی نجم الدین صاحب 1864ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے انہیں 1892ء میں 28 سال کی عمر میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی آپ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے خصوصی رفقاء میں شامل فرمایا حضرت قریشی نجم الدین صاحب جلد ہی نقل مکانی کر کے قادیان تشریف لے گئے (ممکن ہے آپ کو نقل مکانی کی تحریک حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمائی ہو) جہاں انہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دارالضیافت یعنی لنگر خانہ (مہمان خانہ) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مہتمم مقرر فرمایا سولہ سال تک انہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی رفاقت کا اعزاز حاصل رہا 1908ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت مولانا نورالدین صاحب امام اول کی بیعت کی اور تا وصال اس عہد بیعت کو خوب نبھایا حضرت قریشی نجم الدین صاحب نے امامت اولیٰ میں ہی 1912ء میں 48 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت قریشی نجم الدین صاحب کے مختصر حالات زندگی تاریخ احمدیت بھیرہ میں اس طرح درج ہیں۔

حضرت قریشی نجم الدین صاحب۔ ولادت 1864ء بیعت 1892ء وفات 1912ء۔ آپ بھی حضرت (امام) اول کے قریبی رشتہ دار تھے مخلص بزرگ تھے۔ (خصوصی رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ) میں شامل تھے قادیان میں نقل مکانی کر کے چلے گئے اور لنگر خانہ کے مہتمم رہے۔ بڑی عمدگی سے فرائض سرانجام دیتے رہے وفات سے کچھ پہلے انہوں نے وصیت کی کہ ان کی دونوں لڑکیوں کی شادی اور ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد بھیرہ والا مکان جو (بیت) نور سے ملحق ہے (بیت) کی توسیع کے کام میں لایا جائے چنانچہ اس کے مطابق عمل ہوا۔ آپ کے نواسے مکرم سمیع اللہ صاحب بڑے مخلص آدمی ہیں اور احمدی ہیں محکمہ ٹی ڈی اے میں اکاؤنٹس کلرک ہیں (یہ 1972ء کی تحریر ہے۔ ناقل) 1964ء میں جوہر آباد کی جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے"۔

(بھیرہ کی تاریخ احمدیت صفحہ 69-68)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت قریشی نجم الدین صاحب اور ان کی اولاد پر اپنے بے شمار **افضال** و برکات نازل فرماتا رہے اور اپنے قرب میں ان کے درجات بلند فرماتا رہے ہمیں یقین ہے کہ انہیں جس طرح اس جہاں میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور امام اول کا قرب حاصل رہا اس جہاں میں بھی انہیں ان بزرگ ہستیوں کا قرب حاصل رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کے سب افراد کو بھی امامت سے وابستہ کر کے مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

OOO

بقیہ صفحہ3

باہر کا پروگرام آرہا تھا۔ اس لئے تمام خواتین آرام سے بیٹھی رہیں اور سب نے اچھی طرح دلہن دیکھ لی۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے عالمی دعا کرائی اور سب دنیا کی بچیوں کے لئے بھی ساتھ ہی دعا کی۔ اس کے بعد کھانا پیش ہوا۔

بعدہ دولہا بشیر احمد کو پنڈال میں لائے۔ سب مہمانوں کے جانے کے بعد۔ اور بٹھایا۔ اس کے بعد اندر گھر میں دولہا دلہن کو لے گئے اور باقی سب خاندان والے بھی وہاں چلے گئے اور حضرت صاحب کے کمرے سے دلہن کو رخصت کیا۔

لوجاؤ تم کو سایہ رحمت نصیب ہو
خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔ (آمین)

OOO

بقیہ صفحہ4

"درحقیقت اگر دیکھا جائے تو میرے اشعار میں سے ایک حصہ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک چوتھائی یا ایک ثلث حصہ ایسا نکلے گا جو درحقیقت (کلام الٰہی) کی (تشریح) یا کی (تشریح) ہے لیکن ان میں بھی لفظ پھر مختصر ہی استعمال ہوئے ہیں ورنہ شعر نہیں بنتا۔ شعر کے چند لفظوں میں ایک بڑے مضمون کو بیان کرنا آسان نہیں ہوتا یا اسی طرح کئی تصوف کی باتیں ہیں جن کو ایک چھوٹے سے نکتہ میں حل کیا گیا ہے۔"

(تاریخ احمدیت حصہ پنجم۔ مؤلف دوست محمد شاہد صاحب ص 57)

OOO

بقیہ صفحہ 5

کی جنازہ مشن کے احاطہ میں ادا کی گئی جس میں انگلستان بھر کے احمدی شامل ہوئے۔ حضرت میر صاحب کو بروک وڈ ووکنگ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

یہاں ایک بات جو سچی خوابوں سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ مسز بیل صاحبہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت میر صاحب بدھ کے روز Edgeware Rd کے فٹ پاتھ پر گر کر انتقال کر گئے ہیں ان کا فقرہ تھا کہ

He Dropped dead

اور ہوا بھی بعینہ ایسا ہی کہ ان کی لاش بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات Edgeware Rd کے فٹ پاتھ پر پائی گئی تھی۔

حضرت میر صاحب کی وفات میں ایک سبق یہ بھی ملا کہ انسان کو اپنی جیب میں اپنی شناخت ضرور رکھنی چاہئے۔ حضرت میر صاحب کی جیب میں ایک کاغذ کے پرزہ پر مشن ہاؤس کا ٹیلی فون نمبر نہ ہوتا تو ان کو بطور لاوارث کہیں دفن کر دیا جاتا اور ان کا غائب ہونا مستقلاً ایک معمہ بنا رہتا۔

اسی طرح ایک واقعہ حضرت میر صاحب کی وفات سے کچھ عرصہ قبل یوں بھی ہوا تھا کہ جماعت ساؤتھ افریقہ کے ایک بے حد مخلص دوست عمر سلیمان صاحب لندن میں رہا کرتے تھے۔ مشن سے گہرا تعلق تھا۔ ہر جماعتی تقریب میں نہ صرف حاضر رہا کرتے تھے۔ بلکہ ان تقاریب کے سلسلہ میں خرچ بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دن یہ مشن آنے کے سلسلہ میں ساؤتھ فیلڈ اسٹیشن سے اتر کر باہر آئے۔ جہاں سے مشن تک پیدل دس منٹ کا راستہ ہوگا تو اچانک فٹ پاتھ پر گر پڑے اور گرتے گرتے زور سے مشن کا فون نمبر دہرایا۔ ایک انگریز خاتون بھی ان کے پیچھے پیچھے آرہی تھی انہوں نے نمبر سن لیا اور دوڑ کر قریبی فون بوتھ سے پولیس کو اطلاع دینے کے علاوہ اس نمبر پر فون بھی کر دیا۔ اور بتایا کہ کوئی شخص فٹ پاتھ پر گر کر وفات پا گیا ہے۔ فوت ہوتے وقت انہوں نے یہ فون نمبر دہرایا تھا۔ چنانچہ مشن سے فوری دوست ساؤتھ فیلڈ پہنچے تو وہاں سلیمان صاحب کو فٹ پاتھ پر گرا ہوا پایا۔ پولیس بھی آچکی تھی۔ مشن کے دوستوں نے ان کے تجہیز و تکفین کی پوری ذمہ داری قبول کر کے لاش اپنے قبضہ میں کر لی اور انہیں بھی بروک وڈ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

بروک وڈ میں 1978ء میں خاکسار نے ایک وسیع قطعہ زمین خرید کر احمدیہ قبرستان قائم کر دیا تھا اس سے قبل جماعت کے وفات یافتگان کی تدفین بروک وڈ کے عمومی قبرستان کے ایک حصہ میں ہوا کرتی تھی اور اب بھی اس حصہ میں قریباً پندرہ احمدی مدفون ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شریف احمد رانا صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ ایک عرصہ سے جوڑوں کے درد سے بیمار ہیں۔ درخواست دعا ہے۔

قائدین-ناظمین و منتظمین تحریک جدید سے گزارش

○ تحریک جدید کے بابرکت ثمر خدا کے فضل سے سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں ان کو دوام بخشنے کے لئے مالی قربانیوں کی اشد ضرورت ہے۔ یہ فضل تو آسمان سے تاقیامت اترتے رہنے کا لازوال وعدہ ہے۔ لیکن ان کو اپنے گھروں اور اپنی اولادوں پر برسانے کے لئے ہم سب کو اس میں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ قائدین اضلاع و ناظمین تحریک جدید و منتظمین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ ہر خادم اور ہر طفل سے ذاتی رابطہ کر کے ان کو تحریک جدید میں شامل کریں اور وعدہ جات کی فہرستیں جلد از جلد مرکز ارسال فرمائیں۔

(مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلان داخلہ

○ سندھ یونیورسٹی جامشورو نے مندرجہ ذیل بیچلرز پروگراموں میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ بی اے۔ بی۔ ایس سی۔ بی کام۔ B.B.A۔ بی۔ فارمیسی۔ B.P.A بیچلرز فائن آرٹس۔ داخلہ فارم مع یونیورسٹی کیٹلاگ 150 روپے کے عوض حبیب بینک لمیٹڈ یونیورسٹی برانچ سے دستیاب ہیں تمام پروگرامز کے لئے فارم جمع کروانے کے لئے آخری تاریخ 26۔ اپریل 97ء ہے۔

پتہ درکار ہے

○ محترمہ حفیظہ نسرین صاحبہ وصیت نمبر 19489 زوجہ مکرم حفیظ احمد صاحب نے وہاڑی سے 1969ء میں وصیت کی تھی۔ اس کے بعد موصیہ کا دفتر ہذا سے کوئی رابطہ نہیں۔ موصیہ اگر خود پڑھیں یا ان کے کوئی عزیز و اقارب پڑھیں تو مکمل ایڈریس کے ساتھ دفتر ہذا کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 28 - مارچ-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 24 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم کا اقتصادی بحالی کا پیکیج قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے جس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں۔ ریگولیٹری ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے اور جنرل سیلز اور انکم ٹیکس میں کمی کی گئی ہے۔ کسٹم ڈیوٹی کی شرح 65 سے کم کر کے 45 اور سیلز ٹیکس کی شرح 18 سے کم کر کے 12 فی صد کر دی گئی ہے' تنخواہ دار طبقے کے لئے انکم ٹیکس میں 20 سے 50 فی صد تک کمی کا اعلان کیا گیا ہے۔ مشینری پر درآمد ڈیوٹی کم کر کے دس فی صدی کی گئی ہے۔ گندم۔ کھاد۔ اور جان بچانے والی ادویات جیسی اشیاء ڈیوٹی سے مستثنیٰ رہیں گی ایک ہزار مربع گز یا اس سے بڑے گھروں پر 10 روپے فی مربع گز کے حساب سے جبکہ 16 سو سے دو ہزار سی۔ سی۔ کی کاروں پر پانچ ہزار اور اس سے اوپر کی گاڑیوں پر دس ہزار روپے دولت ٹیکس ہو گا۔ اس سلسلے میں گوشوارے داخل کرنے کی پابندی عائد کی گئی ہے۔ کارپوریٹ ٹیکس میں کمی کی گئی ہے۔ آئندہ بینکنگ کمپنیوں سے 53 فی صد۔ دوسری کمپنیوں سے 43 فی صد اور پبلک کمپنیوں کے منافع سے صرف 33 فی صد انکم ٹیکس وصول کیا جائے گا جبکہ پبلک کمپنیوں پر انکم ٹیکس کی شرح کم کر کے 30 فی صد دوسری کمپنوں پر 35 فی صد اور بینکنگ کمپنیوں پر 55 فی صد کر دی گئی ہے۔ وزیر خزانہ نے یہ پیکیج قومی اسمبلی میں پیش کیا اور کہا کہ ٹیکسوں کی شرحوں میں تخفیف سے نہ صرف پیداوار اور سرمایہ کاری کو ترغیب ملے گی بلکہ نادہندگی اور کرپشن کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ مراعات کا اطلاق یکم جولائی 1997ء کے مالی سال سے ہو گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ صوبائی حکومتیں زرعی انکم ٹیکس کے آرڈی ننسوں کو قانونی شکل دیں گی۔ سیلز ٹیکس کا دائرہ پرچون فروشوں تک بڑھا دیا گیا ہے۔ جو کہ 3 فی صد ہو گا۔ انہوں نے تاجر برادری سے توقع ظاہر کی کہ وہ بھرپور ساتھ دے گی۔

○ حکومت نے اخبارات کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ مسلح افواج کے لئے ٹرکوں کے پرزے اور سازو سامان بھی ٹیکس سے مستثنیٰ ہو گا۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ ٹیکسوں کی ادائیگی کا نظام آسان بنایا جائے گا جس کے لئے وزیر خزانہ کی سربراہی میں کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ہمارے اقتصادی پیکیج کا مقصد لوگوں کو ترغیب دینا ہے کہ وہ ٹیکس دیں۔ اسی لئے ہم نے ٹیکسوں کی شرح میں کمی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ چند روز میں میں قوم سے خطاب کر کے ذاتی طور پر قوم سے اپیل کروں گا کہ وہ ٹیکس دیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس کی وصولی کا انتظام تسلی بخش نہیں۔ چند روز میں اہم فیصلے کئے جائیں گے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ملک کے برے دن جا چکے ہیں اور اب اقتصادی بحران ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ آٹے کی سمگلنگ روکنے کے لئے سخت ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ ہم کرپشن اور غربت کا خاتمہ کریں گے لیکن یہ مقاصد راتوں رات حاصل نہیں ہو سکتے۔

○ ملک کے ممتاز صنعت کاروں اور تاجروں نے وفاقی حکومت کے اقتصادی پیکیج کو سراہتے ہوئے اسے ملک کے اقتصادی مسائل حل کرنے کا اقدام قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس سے اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں کمی ہو گی اور صنعتی شعبہ میں پیداوار بڑھے گی۔ اور صنعتی اور تجارتی شعبہ میں اعتماد بڑھے گا۔ جس سے فائدہ نہ صرف تجارت کو بلکہ ساری قوم کو ہو گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اقتصادی ترقی کے لئے بال اب نجی شعبہ کی کورٹ میں آ گئی ہے۔ اب نجی شعبہ کو صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے بھرپور کردار ادا کرنا پڑے گا۔ صنعت کاروں اور تاجروں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ کسی بھی حکومت نے ان کی تجاویز پر اتنا فوری ایکشن نہیں لیا جتنا اس حکومت نے لیا ہے۔

○ بھارتی دارالحکومت میں تین برس کے وقفہ کے بعد پاک بھارت سیکرٹری خارجہ لیول پر مذاکرات شروع ہو گئے۔ بات چیت کے دوران مسئلہ کشمیر سرفہرست رہا۔ خوش گوار ماحول میں دو گھنٹے تک جاری رہنے والی بات چیت میں سیاچن سمیت دوسرے معاملات بھی زیر بحث آئے۔ مذاکرات سے قبل پاکستان کے سیکرٹری خارجہ شمشاد احمد نے بھارتی وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔ بھارتی وزیر خارجہ نے کہا میں جہلم کا رہنے والا ہوں اور میری دلی تمنا ہے کہ پورے علاقہ میں ترقی اور خوشحالی کے لئے نئے دور کا آغاز ہو۔ جبکہ پاکستانی سیکرٹری خارجہ نے کہا کہ کشمیر پر واضح پیش رفت نہ ہوئی تو مذاکرات جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت خطے میں قیام امن کے لئے سنجیدہ کوششوں کا عملی مظاہرہ کرے۔

○ پاکستان اور بھارت کے خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات سے کچھ دیر قبل پولیس نے کشمیری لیڈروں عمر فاروق شبیر شاہ اور ان کے درجنوں کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ مذاکرات کے مقام کی طرف یہ مطالبہ کرتے ہوئے بڑھ رہے تھے کہ انہیں بھی ان مذاکرات میں شامل کیا جائے۔ مقبوضہ کشمیر میں مذاکرات کے خلاف مکمل ہڑتال رہی۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی کے سپیکر الٰہی بخش سومرو سے باضابطہ طور پر مطالبہ کیا ہے کہ بے نظیر بھٹو کو باقاعدہ اپوزیشن لیڈر تسلیم کیا جائے۔ جس پر سپیکر نے یقین دہانی کرائی کہ بے نظیر بھٹو کو اپوزیشن لیڈر کی حیثیت دینے کا فیصلہ جلد کر لیا جائے گا۔

○ طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کہا ہے کہ سعودی عرب کو اب کوئی خطرہ نہیں رہا اس لئے امریکی فوج کو واپس بھیج دینا چاہئے۔ تاہم انہوں نے اسامہ بن لادن سے کہا ہے کہ وہ سعودی عرب کے متعلق اپنا رویہ تبدیل کریں کیونکہ سعودی عرب مسلمانوں کا مرکز ہے اور اس کے علاوہ سعودی عرب اور امریکہ نے ہماری جدوجہد میں ہماری مدد کی ہے۔ لیکن کابل کے سفارتی حلقوں کا خیال ہے کہ طالبان اسامہ بن لادن کے مسئلے پر سعودی عرب سے زیادہ سے زیادہ مراعات لینے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں۔

○ بھارت کے ایک چیمبر آف کامرس کے صدر بنے کمار نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ پاک بھارت بارڈر کھولنے سے خوش حالی کے دروازے کھلیں گے۔

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4
عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور

پریکٹیشنرز کیلئے مسعود اور کینٹ کے بائیوکیمک
نمکیات ۰ جرمنی کی خالی شیشیاں دستیاب ہیں۔
فرحت کلینک اینڈ سٹورز (ہومیو)
نزد بیت راجیکی ربوہ

ہیوُن ہاؤس پبلک سکول دارالصدر غربی ربوہ
(دیانت، محنت اور عمل پیہم ہمارے بنیادی اصول ہیں)
آپ کے بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت ہماری ذمہ داری ہے نرسری تا ششم (انگلش میڈیم)
داخلے جاری ہیں (اللہ نے چاہا تو) ہم آپ کے بچوں کی میٹرک تک تعلیم مکمل کروائیں گے
پرنسپل: راجا نصر اللہ خان
آفس: 211039
گھر 212421

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
۲۰ گرام ۳۰ روپے ۰ ۴۰ گرام ۶۰ روپے ۰ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے — ۲۵۰ روپے
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
Ph: (04524) 211435-212435
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Fax: (04524) 534

اعلان داخلہ
یونیق سکالرز اکیڈمی کمپیوٹرائزڈ کی دونوں برانچوں میں (جونیئر سیکشن، سینئر سیکشن گرلز اینڈ بوائز) نرسری تا دھم کیلئے داخلے یکم اپریل 1997ء سے شروع ہوں گے۔ داخلہ صرف ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہو گا۔ داخلہ فارم اور پراسپکٹس آفس ٹائم میں ادارہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ نشستیں محدود ہیں۔
پرنسپل یونیق سکالرز اکیڈمی (کمپیوٹرائزڈ)
دارالرحمت وسطی۔ راجیکی روڈ ربوہ

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس کی بے شمار ورائٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ
ریلوے روڈ گلی ۱
ربوہ
فون:
دوکان: 434
گھر: 211244